نسخ فی القرآن کے بارے میں امام بخاریؒ کا نظریہ: صحیح البخاری کے حوالے سے ایک جائزہ

Imam al-Bukhari's Thoughts about 'Naskh fil Qur'an: In the Light of "Saheeh ul Bukhari"

ڈاکٹر محمد اکرام اللہ[i]　　ڈاکٹر جنید اکبر[ii]　　محمد کامران[iii]

Abstract

There are many differences in opinions of experts of Quran Sciences regarding the phenomenon of 'Al-Naskha fil Qur'an'an outstanding issue in understanding the legal rulings of Qur'an.For example, if there is any 'nuskha' in Qur'anic verses or not, if yes, then in so many verses? It is a fact that the knowledge of 'nuskha' in Qur'an can be obtained from the Holy Qur'an itself or 'Hadiths' of the Holy Prophet Muhammad (SAW). Enough knowledge about the interpretation of the Holy Qur'an (Tafseer ul Qur'an) is available in 'Saheeh ul Bukhari' in general and 'Kitab ul Tafseer' in particular. Therefore; in this article the viewpoint of Imam Al-Bukhari regarding 'Naskha fil Qur'an' will be discussed in detail. Imam Al-Bukhari supports and stands by the occurrence of 'naskha fil Qur'an' in Qur'anic verses. He has described the four kinds of 'nasikh' (Naskhul Qur'an Bil Qur'an, naskhul Sunnah bil Sunnah, naskhul Qur'an Bil Sunnah and naskhul Sunnah Bil Qur'an). He supported the reason of 'Naskha' under these four kinds of 'nasikh'.

Key words: Quran Sciences,Naskha fil Qur'an,Saheeh ul Bukhari

ناسخ منسوخ کی بحث، علوم القرآن کے مباحث میں مشکل ترین بحث ہے۔ نسخ کے معنی کی تعیین میں متقدمین اور متاخرین کے اختلاف کی وجہ سے اِس علم کے مباحث بھی کثیر ہیں۔ مستشرقین دینِ اسلام اور قرآن کے مضامین میں نسخ کو بطورِ خاص لے کر اعتراض بھی کرتے ہیں، اِس لیے اِس بحث کا سمجھنا ضروری بھی ہے۔ ناسخ منسوخ کی بحث سے شریعتِ اسلامی کی

i اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ و دینیہ، یونیورسٹی آف ہری پور

ii اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ و دینیہ، یونیورسٹی آف ہری پور

iii پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ و دینیہ، یونیورسٹی آف ہری پور

تدریجی ارتقاء، احکام کے بارے میں اللہ تعالی کی حکمت اور انسانوں کی تربیت کے انداز سے انسان بخوبی واقف ہوتا ہے، اِس لیے یہ بحث مفید بھی ہے۔ قرآن اور حدیث سے مستنبط احکام کو سمجھنے کے لیے ناسخ منسوخ کی بحث بنیادی رکن کی حیثیت رکھتی ہے، اِس لیے یہ بحث عظیم بھی ہے۔

اسی اہمیت کے پیشِ نظر ناسخ منسوخ کی بحث پر مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں، اور دیگر علوم کی کتابوں میں بھی اِس بحث کو ذکر کیا گیا ہے، مثلا: علوم القرآن، تفاسیر، کتبِ احادیث اور اصولِ فقہ کی کتابیں۔ لیکن اِن کتابوں سے استفادہ کرنا بوجوہ مشکل ہے۔ ایک تو اِس لیے کہ اِن کتابوں مین متقدمین اور متاخرین کے اختلاف کی وجہ سے مراد تک پہنچنے میں دشواری ہوتی ہے۔ دوسرا اِس لیے کہ کسی بھی دلیل کے ناسخ یا منسوخ ہونے کی معرفت یا تو خود شارع (اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ) سے ہوتی ہے، یا صحابہ کرامؓ کی وضاحت سے ہوتی ہے، اور اِن کتابوں میں صرف صحیح روایات نہیں ہوتیں، اور چونکہ امام بخاریؒ اِن دونوں کو نقل کرنے میں زیادہ محتاط ہیں، اِس لیے ناسخ منسوخ کی بحث کو سمجھنے کے لیے امام بخاریؒ کی نقل کردہ روایات کو دوسری روایات پر ترجیح حاصل ہیں۔ لہذا اِس مضمون میں قرآن میں نسخ کے بارے میں امام بخاریؒ کا منہج ذکر کیا جائے گا، جس سے چند سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی جائے گی، مثلا: کیا امام بخاریؒ قرآن میں نسخ کے قائل تھے؟ امام بخاریؒ کے ہاں منسوخ کی کتنی قسمیں ہیں؟ ناسخ کی اقسام کے بارے میں امام بخاریؒ کا کیا نظریہ تھا؟ نسخ کے بارے میں امام بخاریؒ کا نظریہ جمہور کے موافق ہے، یا مخالف؟

قرآن مجید میں نسخ کے وقوع کے بارے میں امام بخاریؒ کا نظریہ

اِس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے، کہ اسلام میں بہت سارے احکامات منسوخ ہو چکے ہیں،[1] لیکن قرآن مجید میں نسخ کے وقوع کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا قرآن مجید میں ایسی آیات موجود ہیں، جن کے احکامات منسوخ ہو چکے ہو، اور اُن کی تلاوت باقی ہو؟ جمہور قرآن مجید میں نسخ کے قائل ہیں، اور بعض علماء نسخ کے قائل نہیں ہیں۔[2] جو لوگ نسخ کے قائل ہیں، اُن کا آپس میں بھی اختلاف ہیں، کہ نسخ کتنی آیتوں میں ہوا ہے؟

امام بخاریؒ قرآن مجید میں نسخ کے وقوع کے بارے میں کتاب التفسیر میں سورۃ البقرۃ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

باب قوله ما ننسخ من آية أو ننسها نأت بخير منها[3]

اور اس باب کے نیچے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

قال عمر رضي الله عنه: " أقرؤنا أبي، وأقضانا علي، وإنا لندع من قول أبي، وذاك أن أبيا يقول: لا أدع شيئا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ". وقد قال الله تعالى: ما ننسخ من آية أو ننسها[4]

"حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ابی بن کعبؓ ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں، اور حضرت علیؓ سب سے اچھے فیصلہ کرنے والے ہیں۔ لیکن ہم ابی بن کعبؓ کے اس قول (میں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کسی چیز کو ترک نہیں کر سکتا) کو چھوڑ دیتے ہیں، اِس لیے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ہم جب کوئی آیت منسوخ کر دیتے ہیں، یا اُسے بھلا دیتے ہیں۔"

حضرت عمرؓ اِس روایت کے ذریعے نسخ کو ثابت کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

واحتج عمر لجواز وقوع ذلك بهذه الآية[5]

"حضرت عمرؓ اس آیت کے ذریعے نسخ کے جواز کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔"

اور حضرت عمرؓ کی روایت سے امام بخاریؒ بھی نسخ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"امام بخاریؒ اس کے ذریعے نسخ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں، اور قضیہ شرطیہ کے طور پر مخالفینِ نسخ پر رد بھی کرنا چاہتے ہیں[6]۔"

اس دلیل کو اگر کوئی قیاسِ استثنائی کے طور پر پیش کرنا چاہے، تو اس کی صورت یہ ہو گی:

"اگر ابی بن کعبؓ کا قول ٹھیک ہے، تو اللہ تعالی نسخ کے بارے میں ارشاد نہ فرماتے، لیکن اللہ تعالی نے نسخ کے بارے میں یہ آیت ارشاد فرمائی ہے، لہذا ابی بن کعبؓ کا قول ٹھیک نہیں ہے۔"

اِس سے یہ بات ثابت ہوئی، کہ امام بخاریؒ قرآن مجید میں نسخ کے قائل تھے۔ اور امام بخاریؒ کے نزدیک قرآن مجید میں ایسی آیات موجود ہیں، جن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، اور اُن کی تلاوت اب بھی باقی ہے۔

امام بخاریؒ نے جس طرح اپنی "صحیح" میں مطلقا نسخ کے بارے میں کلام کیا ہے، اسی طرح بعض مخصوص احکام کے نسخ کے بارے میں بھی بحث کی ہے، تاکہ نسخ کا وقوع ثابت ہو سکے۔

نمازِ تہجد کی فرضیت کے منسوخ ہونے کے بارے میں امام بخاریؒ کا مسلک

قیام اللیل یا نمازِ تہجد کے بارے میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء کے ہاں اِس کی فرضیت منسوخ ہے، لیکن بعض علماء اب بھی اِس کی فرضیت کے قائل ہیں۔ پھر جن کے ہاں منسوخ ہے، اُن کا آپس میں اختلاف ہے، کہ اِس کے لیے ناسخ پانچ وقت کے نمازوں کی فرضیت ہے، یا سورۃ المزمل کی آخری آیتیں؟

امام بخاریؒ نے اِس کے بارے میں دو ترجمۃ الباب ذکر کیے ہیں۔ پہلا ترجمۃ الباب یہ ہے:

"باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم على صلاة الليل والنوافل من غير إيجاب[7]"

اور دوسرا یہ ہے:

باب قيام النبي صلى الله عليه وسلم بالليل من نومه، وما نسخ من قيام الليل[8]

اِس دوسرے ترجمۃ الباب میں امام بخاریؒ نے سورۃ المزمل کی پہلی آیت اور آخری آیت دونوں کو ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وقوله تعالى: يا أيها المزمل، قم الليل إلا قليلا، نصفه أو انقص منه قليلا، أو زد عليه، ورتل القرآن ترتيلا، إنا سنلقي عليك قولا ثقيلا[9]

آگے فرماتے ہیں:

وقوله: علم أن لن تحصوه فتاب عليكم، فاقرءوا ما تيسر من القرآن[10]

امام بخاریؒ اِن دونوں ترجمۃ الباب اور سورۃ المزمل کی آیتوں کو ذکر کرنے سے چند باتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔

1. تہجد کی فرضیت منسوخ ہے

پہلے ترجمۃ الباب میں "من غير إيجاب" کے الفاظ سے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں، کہ قیام اللیل کی فرضیت اب باقی نہیں رہی۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

اشتملت الترجمة على أمرين التحريض ونفي الإيجاب[11]

اِس ترجمۃ الباب سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں: ایک، قیام اللیل کی ترغیب اور دوسرا، اُس کی عدم فرضیت۔

2. دوسری آیت پہلی کے لیے ناسخ

بعض علماءاِس بات کے قائل ہیں، کہ تہجد کی فرضیت کا منسوخ ہونا، پانچ وقت نمازوں کی فرضیت سے ہوا ہے۔ امام بخاریؒ اُن پر رد کر رہے ہیں، اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں، کہ سورۃ المزمل کی آخری آیت پہلی آیت کے لیے ناسخ ہے، یعنی تہجد کی نماز سورۃ المزمل کی آخری آیت سے منسوخ ہو چکی ہے۔ اور یہی قول تفسیر عبد الرزاق میں حضرت قتادہؒ سے بھی منقول ہے، وہ فرماتے ہیں:

"جب سورۃ المزمل کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں، تو صحابہ کرامؓ ایک دو سال تک تہجد کی نماز پڑھتے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے آسانی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی: "علم أن سيكون منكم مرضى[12]" تو اِس آیت کے نازل ہونے کے ساتھ قیام اللیل کی فرضیت منسوخ ہو کر نفل ہو گئی[13]۔"

علامہ سیوطیؒ نے جن آیات کو منسوخ قرار دیا ہے، اُن میں اِس آیت کو بھی شمار کیا ہے، اور اُن کے ہاں بھی اِس آیت کے لیے ناسخ سورۃ المزمل کی آخری آیت ہے[14]۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے بھی اِس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے، اور اُن کے ہاں بھی سورۃ المزمل کی آخری آیت اِس کے لیے ناسخ ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

قلت: دعوى النسخ بالصلوات الخمس غير متجهة بل الحق أن أول السورة في تأكيد الندب إلى قيام الليل وآخرها نسخ التأكيد إلى مجرد الندب[15]

3. نسخ کے عدمِ قائلین پر رد

امام بخاریؒ نے اُن لوگوں پر رد کیا ہے، جو قیام اللیل کی فرضیت کے قائل ہیں، یہ حضرات فرماتے ہیں، کہ تہجد کی نماز اب بھی فرض ہے، چاہے دو رکعت ہی کیوں نہ ہو۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

قول بعض التابعين: قيام الليل فرض ولو قدر حلب شاة، قول شاذ متروك لإجماع العلماء أن قيام الليل نسخ بقوله: علم إن لن تحصوه[16]

بعض تابعین کا یہ کہنا، کہ قیام اللیل اب بھی فرض ہے، اگرچہ تھوڑے وقت کے لیے ہو، یہ قول علماء کے اجماع کی وجہ سے شاذ اور متروک ہے۔
امام بخاریؒ نے "وما نسخ من قيام الليل" کی عبارت ذکر کرکے اِن لوگوں پر رد کیا ہے، جو ابھی تک اس کی فرضیت کے قائل ہیں

منسوخ کی اقسام

قرآن مجید میں واقع ہونے والے نسخ کی تین اقسام ہیں، منسوخ التلاوۃ والحکم، منسوخ الحکم دون التلاوۃ اور منسوخ التلاوۃ دون الحکم[17]۔ ابن سلامہ بغدادیؒ فرماتے ہیں:

والمنسوخ في كتاب الله تعالى على ثلاثة أضرب فمنه ما نسخ خطه وحكمه ومنه ما نسخ خطه وبقي حكمه ومنه ما نسخ حكمه[18]

کتاب اللہ میں منسوخ کی تین قسمیں ہیں، بعض وہ ہیں جن کے الفاظ اور حکم دونوں منسوخ ہو چکے ہو، بعض وہ ہیں، جن کے الفاظ منسوخ ہو چکے ہو، اور حکم برقرار ہو، اور بعض وہ ہیں، جن کے الفاظ باقی ہو، اور حکم منسوخ ہو چکا ہو۔
نسخ کی اِن تین قسموں کے جواز پر جمہور کا اتفاق ہے، چنانچہ علامہ آمدیؒ فرماتے ہیں:

اتفق العلماء على جواز نسخ التلاوة دون الحكم، وبالعكس، ونسخهما معا خلافا لطائفة شاذة من المعتزلة، ويدل على ذلك العقل والنقل[19]

علماء کا اِس بات پر اتفاق ہے، کہ حکم کے بغیر تلاوت کا نسخ، اِس کے برعکس اور دونوں کا نسخ جائز ہیں، البتہ معتزلہ کے ایک شاذ فرقہ نے اختلاف کیا ہے، حالانکہ نسخ کے جواز پر عقلی اور نقلی دلائل موجود ہیں۔
امام بخاریؒ کے ہاں نسخ کی تینوں قسمیں واقع ہو چکی ہیں، اور انہوں نے اپنی "صحیح" میں تینوں قسموں کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔

منسوخ التلاوۃ والحکم

منسوخ التلاوۃ والحکم سے قرآن مجید کے ایسے احکامات مراد ہیں، جن کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہو چکے ہو۔ علمِ ناسخ اور منسوخ کے علماء نے اِس قسم کی مثال بیان کرنے میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت نقل کی ہے:

كان فيما أنزل من القرآن: عشر رضعات معلومات يحرمن، ثم نسخن، بخمس معلومات، فتوفي رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهن فيما يقرأ من القرآن[20]

امام بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ کی یہ روایت تو نقل نہیں کی، لیکن اِس کے منسوخ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، چنانچہ امام بخاریؒ ترجمۃ الباب میں فرماتے ہیں:

وما يحرم من قليل الرضاع وكثيره[21]

رضاعت کی قلیل مقدار اور کثیر دونوں حرمت کو ثابت کرتی ہے

امام بخاریؒ کے مقصد اور غرض کو بیان کرنے کے لیے علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں:

مذهب البخاری أن الحرمة تثبت برضعة واحدةوعليه أبو حنيفة ومالك وقد صرح في الترجمة به[22]

ترجمۃ الباب میں وضاحت سے امام بخاریؒ کا یہ مذہب ثابت ہوتا ہے، کہ رضاعت کی حرمت ایک گھونٹ سے بھی ثابت ہوتی ہے، اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔

علامہ مبارک پوریؒ امام بخاریؒ کے مسلک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وإليه ميلان الإمام البخاري[23]

اِن نصوص سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

- امام بخاریؒ رضاعت کی قلیل اور کثیر دونوں مقدار کے ساتھ حرمت ثابت ہونے کے قائل تھے۔
- امام بخاریؒ نے مذہبِ احناف کے مطابق بھی فتویٰ دیا ہے۔
- امام بخاریؒ نے "صحیح البخاری" میں "منسوخ التلاوۃ والحکم" کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

منسوخ الحکم دون التلاوۃ

اِس سے وہ آیات مراد ہیں، جن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، لیکن اُن کی تلاوت اب بھی برقرار ہے۔ جمہور علماء کے ہاں قرآن میں ایسی آیات موجود ہیں، جن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، لیکن ابو مسلم اصفہانی اِس قسم کے قائل نہیں ہیں، وہ اِس قسم کی آیات میں تخصیص کے قائل ہیں۔ چنانچہ مناع القطان فرماتے ہیں:

ويحمل آيات النسخ على التخصيص[24]

ابو مسلم اصفہانی نسخ کی آیات کو تخصیص پر محمول کرتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے "کتاب التفسیر" میں بہت ساری ایسی آیات پر نسخ کا حکم لگایا ہے، جن کی تلاوت برقرار ہے، اور اُن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ مثلاً: کتاب التفسیر میں سلمۃ بن الاکوعؓ کی یہ روایت نقل کی ہے:

لما نزلت:وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكينكان من أراد أن يفطر ويفتدي، حتى نزلت الآية التي بعدها فنسختها[25]

"جب یہ آیت "وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ"[26] نازل ہوئی، تو قدرت کے باوجود افطار کرنے اور فدیہ دینے کا اختیار تھا، لیکن اِس کے بعد والی آیت کے نازل ہونے سے یہ آیت منسوخ ہو گئی۔"

امام بخاریؒ نے اسی آیت پر کتاب الصوم میں ترجمۃ الباب قائم کیا ہے، اور پھر اِس کے نسخ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ترجمۃ الباب میں سلمۃ بن الاکوعؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال ابن عمر، وسلمة بن الأكوع: نسختها[27]

جمہور مفسرین کا بھی یہی قول ہے، کہ یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے، چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

فقال الجمهور:إنها منسوخة[28]

جمہور کے ہاں یہ آیت منسوخ ہے۔

اِس سے ثابت ہو گیا، کہ امام بخاریؒ قرآن میں "منسوخ الحکم دون التلاوۃ" کے قائل تھے۔

منسوخ التلاوۃ دون الحکم

اِس وہ احکامات مراد ہیں، جن کا حکم باقی ہے، لیکن اُن کے الفاظ قرآن میں اب موجود نہیں ہیں۔

صحابہ کرامؓ سے ایسے بہت سارے احکامات ثابت ہیں، جو قرآن میں نازل ہوئے تھے، لیکن اُن کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے[29]۔

امام بخاریؒ نے نسخ کے اِس قسم کو اپنی "صحیح" میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ "کتاب الحدود" میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے:

فكان مما أنزل الله آية الرجم، فقرأناها وعقلناها ووعيناها، رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمنا بعده، فأخشى إن طال بالناس زمان أن يقول قائل: والله ما نجد آية الرجم في كتاب الله، فيضلوا بترك فريضة أنزلها الله، والرجم في كتاب الله حق على من زنى إذا أحصن من الرجال والنساء، إذا قامت البينة، أو كان الحبل أو الاعتراف[30]

"اللہ تعالی کے نازل کردہ کتاب میں آیۃ الرجم بھی تھی، ہم نے اسے پڑھا، سمجھا اور یاد کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود رجم قائم بھی کیا۔ آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کا حکم دیا۔ اب مجھے ڈر ہے، کہ اگر زمانہ یوں ہی گزرتا رہا، تو کوئی یہ نہ کہے: کہ ہمیں تو کتاب اللہ میں رجم کی آیت نہیں ملی، اور یوں وہ اُس فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائے گے، جس کو اللہ تعالی نے نازل کیا ہے۔ حالانکہ کتاب اللہ میں رجم کا حکم اُس مرد اور عورت کے لیے اب بھی ہے، جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے، بشرطیکہ اُس پر گواہ پیش ہو، یا حمل ظاہر ہو جائے، یا وہ خود اعترافِ جرم کرے۔"

ابن بطالؒ اِس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

القرآن منه ما ثبت حكمه عند أهل العلم به ورفع خطه فلذلك قدم عمر هاتين القصتين اللتين لا نص لهما في كتاب الله، وقد كانتا في كتاب الله[31]

"علماء کرام کے ہاں قرآن سے بعض احکامات ثابت ہیں، لیکن اُن کی تلاوت ختم ہو چکی ہے، اِس لیے حضرت عمرؓ نے یہ دونوں واقعات پیش کیے، جن کے الفاظ اب قرآن میں نہیں ہیں، حالانکہ پہلے یہ قرآن میں تھے۔"

امام بخاریؒ نے رجم کی آیت کے قرآن ہونے کے بارے میں حضرت عمرؓ کا یہ قول تعلیقا بھی نقل کیا ہے:

لولا أن يقول الناس زاد عمر في كتاب الله، لكتبت آية الرجم بيدي[32]

"اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا، کہ لوگ کہے گے: عمرؓ نے کتاب اللہ میں (اپنی طرف سے) زیادتی کی، تو میں رجم کی آیت کو اپنے ہاتھوں سے لکھتا۔"

اِس بحث سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

کہ امام بخاریؒ قرآن میں "منسوخ التلاوۃ دون الحکم" کے قائل ہیں۔ رجم کی آیت قرآن کا حصہ تھی، لیکن بعد میں اُس کی تلاوت منسوخ ہو گئی، اور حکم اب بھی باقی ہے[33]۔ حضرت عمرؓ رجم کی آیت کے قرآن ہونے کے قائل تھے، اور اُن کے ہاں "الشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموهما البتة" والی آیت قرآن میں پڑھی جاتی تھی، پھر اُس کی تلاوت منسوخ ہو گئی[34]۔

ناسخ کی اقسام

علوم القرآن کے علماء نے ناسخ کی چار قسمیں بیان کی ہیں، چنانچہ ابن البارزیؒ فرماتے ہیں:

والناسخ أربعة أنواع[35]

"ناسخ کی چار قسمیں ہیں۔"

وہ چار قسمیں یہ ہیں، نسخ القرآن بالقرآن، نسخ السنة بالسنة، نسخ السنة بالقرآن اور نسخ القرآن بالسنة[36]۔

پہلی تینوں قسموں کے جواز پر جمہور کا اتفاق ہے، البتہ چوتھی قسم میں امام شافعیؒ کا اختلاف ہے، وہ فرماتے ہیں:

"قرآن کو سنتِ رسول منسوخ نہیں کر سکتا[37]۔"

امام بخاریؒ نے ناسخ کے چاروں قسموں کو "صحیح البخاری" میں ذکر کیا ہے، جس سے اِن اقسام کے بارے میں امام بخاریؒ کا موقف معلوم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ مضمون قرآن میں نسخ کے وقوع کے بارے میں ہے، اِس لیے اِس میں "نسخ السنة بالسنة" کا تذکرہ نہیں کیا جائے گا۔

نسخ القرآن بالقرآن

امام بخاریؒ نے "متوفی عنہا زوجہا" کی عدت کے بارے میں سورۃ البقرۃ کی دو آیتیں کتاب التفسیر میں ذکر کی ہیں، اور دونوں آیتوں پر ترجمۃ الباب باندھا ہے۔ پہلی آیت یہ ہے:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ[38]

دوسری آیت یہ ہیں:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[39]

اِن دونوں آیتوں پر الگ الگ ترجمۃ الباب باندھ کر دونوں کے نیچے ایک ہی حدیث ذکر کی ہے، جس سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں، کہ پہلی آیت دوسری کے لیے ناسخ ہے، اور دوسری منسوخ ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں، کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا: کہ ایک سال کی عدت والی آیت تو چار مہینے دس دن کی عدت والی آیت سے منسوخ ہو چکی ہے، تو پھر آپؓ اِس منسوخ آیت کو قرآن میں کیوں لکھ رہے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا: میں اپنی مرضی سے کسی آیت کو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا[40]۔

اِس روایت کے بعد مجاہدؒ، عطاء بن ابی رباحؒ اور ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے۔ یہ حضرات اِس آیت کے نسخ کے قائل نہیں تھے[41] دونوں قسم کے اقوال ذکر کرنے کے باوجود امام بخاریؒ کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے، کہ وہ "آیت الحول" کے نسخ کے قائل تھے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وأطبقوا على أن آية الحول منسوخة[42]

"آیت الحول کے منسوخ ہونے پر اجماع ہے۔"

اِس سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

- امام بخاریؒ "نسخ القرآن بالقرآن" کے قائل ہیں۔
- جمہور کی طرح امام بخاریؒ کے ہاں بھی آیت الحول منسوخ ہے۔

نسخ السنۃ بالقرآن

جمہور علماء یعنی احناف، مالکیہ اور حنابلہ "نسخ السنۃ بالقرآن" کے قائل ہیں، لیکن امام شافعیؒ اِس قسم کو جائز نہیں سمجھتے[43]۔ امام بخاریؒ نے "صحیح البخاری" میں "نسخ السنۃ بالقرآن" کی طرف اشارہ کیا ہے، چنانچہ "کتاب الصوم" عاشوراء کے

روزے کے بارے میں مختلف صحابہ کرامؓ سے یہ بات نقل کی ہے، کہ عاشوراء کا روزہ رمضان کے روزوں سے پہلے فرض تھا۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی اِس دن کا روزہ رکھتے تھے، اور صحابہ کرامؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے، لیکن جب رمضان کی فرضیت نازل ہوئی، تو عاشوراء کی فرضیت منسوخ ہوگئی، اور اب دس محرم کا روزہ نفل ہے۔ دس محرم کے روزے کے بارے میں امام بخاریؒ حضرت عبداللہ عمرؓ کی یہ روایت نقل کرتے ہیں:

صام النبي صلى الله عليه وسلم عاشوراء، وأمر بصيامه فلما فرض رمضان ترك[44]

"رسول اللہ ﷺ نے خود بھی عاشوراء کا روزہ رکھا، اور صحابہ کرامؓ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا، لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے، تو دس محرم کو روزہ رکھنا چھوڑ دیا۔"

امام بخاریؒ نے رمضان کی فرضیت کے بعد عاشوراء کے روزے کی عدم فرضیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ کی یہ روایت نقل کی ہے:

كان رسول الله ﷺ أمر بصيام يوم عاشوراء، فلما فرض رمضان كان من شاء صام ومن شاء أفطر[45]

"رسول اللہ ﷺ دس محرم کے روزے کا حکم دیا کرتے تھے، پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوگئے، تو جو روزہ رکھنا چاہتا، وہ روزہ رکھتا، اور جو افطار کرنا چاہتا، وہ افطار کرتا۔"

اِن روایات سے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں، کہ دس محرم کا روزہ سنت کی وجہ سے فرض تھا، لیکن قرآن میں رمضان کی فرضیت نازل ہونے کے بعد اُس کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ اِن روایات سے یہ بات بھی ثابت ہوئی، کہ امام بخاریؒ نے یہاں امام شافعیؒ کے برعکس "نسخ السنة بالقرآن" کے جواز کو ثابت کیا ہے۔

نسخ القرآن بالسنة

احناف،[46] مالکیہ،[47] حنابلہ،[48] اہلِ ظواہر[49] اور محققینِ شافعیہ[50] کے نزدیک "نسخ القرآن بالسنة" جائز ہے۔ البتہ احناف اور حنابلہ کے ہاں قرآن کا نسخ سنتِ متواترہ سے جائز ہے، اور اخبارِ آحاد کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ امام شافعیؒ کے ہاں جس طرح "نسخ السنة بالقرآن" جائز نہیں ہے، اسی طرح "نسخ القرآن بالسنة" بھی جائز نہیں ہے[51]۔

جمہور علماء نے اِس قسم کے لیے "وصیت والی آیت"[52] ذکر کی ہے[53]۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں،[54] کہ جب تک میراث کے تفصیلی احکامات نازل نہیں ہوئے تھے، تو والدین اور دیگر رشتہ داروں کے لیے وصیت کی اجازت تھی، لیکن جب اصحاب الفروض کے حصے قرآن میں بیان ہوگئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إن الله قد أعطى كل ذي حق حقه فلا وصية لوارث[55]

"اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حصہ دے دیا۔ لہٰذا اب وارث کے لیے کوئی وصیت جائز نہیں۔"

امام بخاریؒ نے "کتاب التفسیر" میں وصیت والی آیت کو ترجمۃالباب میں ذکر کرنے کے بعد دو روایتیں عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کی ہیں۔ پہلی میں عبداللہ بن عباسؓ اِس آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

هي محكمة وليست بمنسوخة[56]

"یہ آیت منسوخ نہیں ہے، بلکہ محکم ہے۔"

دوسری روایت میں عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

كان المال للولد، وكانت الوصية للوالدين، فنسخ الله من ذلك ما أحب[57]

"اسلام کے ابتدائی زمانے میں وراثت کا مال بچے کو ملتا تھا، اور والدین کے لیے وصیت ہوتی تھی، لیکن پھر اللہ تعالی نے اپنی مرضی کے مطابق بعض احکامات منسوخ کیے۔"

اِن دونوں روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ عبداللہ بن عباسؓ اِس آیت کے منسوخ ہونے کے تو قائل نہیں تھے، لیکن والدین کے لیے وصیت کے منسوخ ہونے کے قائل تھے۔ ان روایات سے امام بخاریؒ کا "نسخ القرآن بالسنۃ" کے بارے میں نظریہ پوری طرح واضح نہیں ہوتا، لیکن "کتاب الوصایا" میں امام بخاریؒ نے "لا وصية لوارث" پر ترجمۃالباب باندھا ہے، اور اس کے نیچے عبداللہ بن عباسؓ کی یہی دوسری روایت نقل کی ہے،[58] جس سے امام بخاریؒ یہ اشارہ کرنا چاہتے ہیں، کہ قرآن میں والدین کے لیے جس وصیت کا حکم دیا گیا تھا، وہ "لا وصية لوارث" والی حدیث سے منسوخ ہو چکی ہے۔ لیکن چونکہ یہ حدیث امام بخاریؒ کے شرط کے مطابق نہیں تھی، اِس لیے اِس کو ترجمۃالباب میں ذکر کیا۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

هذه الترجمة لفظ حديث مرفوع كأنه لم يثبت على شرط البخاري فترجم به كعادته[59]

"یہ ترجمۃالباب حدیث مرفوع کے الفاظ ہیں، لیکن یہ روایت امام بخاریؒ کے شرط کے مطابق نہیں ہے، اِس لیے اپنی عادت کے مطابق اس روایت کو ترجمۃالباب میں ذکر کیا۔"

نتائج بحث

اس بحث سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے صحیح البخاری میں "ناسخ منسوخ" کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بخاریؒ کے ہاں قرآن میں نسخ جائز ہے۔ امام بخاریؒ کے ہاں تہجد کی فرضیت منسوخ ہو چکی ہے۔ امام بخاریؒ نے صحیح البخاری میں منسوخ کی تینوں قسمیں (منسوخ التلاوۃ والحکم، منسوخ التلاوۃ دون الحکم اور منسوخ الحکم دن التلاوۃ) ذکر کی ہیں۔ امام بخاریؒ نے صحیح البخاری میں ناسخ کی چاروں قسموں (نسخ القرآن بالقرآن، نسخ السنۃ بالسنۃ، نسخ القرآن بالسنۃ اور نسخ السنۃ بالقرآن) کے بارے میں اپنا نظریہ پیش کیا ہے، اور امام موصوف چاروں قسموں کے جواز کے قائل تھے۔ جمہور کی طرح امام بخاریؒ کے ہاں بھی آیت الحول منسوخ ہے۔ امام بخاریؒ کے ہاں عاشوراء کا روزہ پہلے فرض تھا، لیکن رمضان کی فرضیت کے بعد

اُس کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ امام بخاریؒ والدین کے لیے وصیت والی آیت کے منسوخ ہونے کا قائل ہے۔ امام بخاریؒ نے نسخ کے بارے میں عبداللہ بن عباسؓ کے قول کو اکثر موقعوں پر ترجیح نہیں دی۔ علمِ ناسخ منسوخ کے بنیادی مباحث تین ہیں، ایک یہ کہ نسخ جائز ہے، یا نہیں؟ دوسرا یہ کہ منسوخ کی کتنی قسمیں ہیں؟ اور تیسرا یہ کہ ناسخ کی کتنی قسمیں ہیں؟ اِس مضمون میں تینوں بنیادی مباحث کے بارے میں امام بخاریؒ کا نظریہ بیان ہو گیا۔

تجاویز

یہ مضمون لکھتے وقت چند باتیں ذہن میں آتی رہیں، جن کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناسخ منسوخ کے بارے میں "صحیح البخاری" کا گہرا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ ناسخ منسوخ کے بارے میں صحیح احادیث اور اقوالِ صحابہ کا تجزیہ ایک مقالہ کی صورت میں اُمت کے سامنے آجائے۔ نسخ کے بارے میں عبداللہ بن عباسؓ اور آپؓ کے دو مایہ ناز شاگردوں (عکرمہؒ اور مجاہدؒ) کے اقوال کا صحیح البخاری کی روشنی میں مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے، اِس لیے کہ یہ تینوں حضرات تفسیر میں امام کی حیثیت رکھتے تھے، اور نسخ کے بارے میں ان کے اقوال جمہور سے مختلف نظر آتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 سیوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر، الاتقان فی علوم القرآن 3: 67، الھیئۃ المصریۃ العامۃ، مصر، 1394ھ/1974ء

2 قاسمی، محمد جمال الدین بن محمد سعید، تفسیر القاسمی 1: 25، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1418ھ

3 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب التفسیر 6: 19، دار طوق النجاۃ، 1422ھ

4 صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ما ننسخ من آیۃ، حدیث (4481)

5 ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، فتح الباری 8: 167، دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ

6 نفس مصدر

7 صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ 2: 49

8 صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ 2: 52

9 صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ 2: 52

10 صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ 2: 52

11 ابن حجر، فتح الباری 3: 10

12 سورۃ المزمل 73: 20

13 عبدالرزاق، ابو بکر بن ہمام صنعانی، تفسیر عبدالرزاق 3: 356، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1419ھ

14 الاتقان فی علوم القرآن 3: 67

15 شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم دہلوی، الفوز الکبیر 1: 93، دار الصحوۃ، قاہرہ، 1407ھ/1986ء

16 عینی، بدر الدین محمود بن احمد، عمدۃ القاری 7: 189، دار احیاء التراث العربی، بیروت (س۔ن)

17 زرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان 2: 214، مطبعۃ عیسی البابی الحلبی، قاہرہ (س۔ن)

18 مقری، ہبۃ اللہ بن سلامہ البغدادی، الناسخ والمنسوخ 1: 20، المکتب الاسلامی، بیروت، 1404ھ

19 آمدی، سید الدین علی بن ابی علی، الاحکام فی اصول الاحکام 3: 141، المکتب الاسلامی، بیروت (س۔ن)

20 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، باب التحریم بخمس رضعات، حدیث (1452) دار الحیاء التراث العربی (س۔ن)

21 صحیح البخاری، کتاب ا لنکاح، باب من قال لا رضاع بعد حولین 7: 10

22 کرمانی، شمس الدین محمد بن یوسف، الکواکب الدراری 19: 80، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1401ھ/1981ء

23 مبارک پوری، محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم، تحفۃ الاحوذی 4: 260، دار الکتب العلمیۃ، بیروت (س۔ن)

24 قطان، مناع بن خلیل، مباحث فی علوم القرآن 1: 242، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، ریاض، 1421ھ/2000ء

25 صحیح البخاری، کتاب التفسیر، حدیث (4707)

26 سورۃ البقرۃ 2: 184

27 صحیح البخاری، کتاب الصوم، 3: 34

28 عمدۃ القاری 11: 52

29 فتح الباری 9: 65

30 صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، حدیث (6830)

31 ابن بطال، علی بن خلف، شرح صحیح البخاری 8: 459، مکتبۃ الرشد، ریاض، 1423ھ/2003ء

32 صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب الشہادۃ تکون عند الحاکم 6: 69

33 الکواکب الدراری 23: 214

34 امام شافعی، محمد بن ادریس، اختلاف الحدیث 8: 57، دار المعرفۃ، بیروت، 1410ھ/1990ء

35 ابن البارزی، ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم الحموی، ناسخ القرآن العزیز و منسوخہ 1: 20، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1418ھ/1998ء

36 صبحی الصالح، بن ابراہیم، مباحث فی علوم القرآن: 261، دار الملایین، بیروت، 1421ھ/2000ء

37 زرکشی، بدر الدین محمد بن عبداللہ، البرہان فی علوم القرآن 2: 32، دار المعرفۃ، بیروت، 1367ھ/1957ء

38 سورۃ البقرۃ 2: 234

39 سورۃ البقرۃ 2: 240

40 صحیح البخاری، کتاب التفسیر، حدیث (4530)

41 صحیح البخاری، کتاب التفسیر، حدیث (4531)

42 ابن حجر، فتح الباری 9: 493

43 الاسنوی، عبدالرحیم بن الحسن، نہایۃ السول: 243، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1420ھ/1999ء

44 صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان، حدیث (1892)

45 صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان، حدیث (2001)

46 جصاص، احمد بن علی الرازی، الفصول فی الاصول 2: 323، وزارۃ الاوقاف الکویتیۃ، کویت، 1414ھ/1994ء

47 قرطبیؒ، محمد بن احمد الخزرجی، الجامع لاحکام القرآن 2: 65، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، 1384ھ/1964ء

48 ابن بدران، عبدالقادر بن احمد، المدخل الی مذہب الامام احمد: 219، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1401ھ

49 ابن حزم، علی بن احمد القرطبیؒ، الاحکام فی اصول الاحکام 4: 107، دار الآفاق، بیروت (س-ن)

50 امام الحرمین، عبدالملک بن عبداللہ الجوینی، البرہان فی اصول الفقہ 2: 253، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1418ھ/1997ء

51 البرہان فی علوم القرآن 2: 32

52 سورہ البقرۃ 2: 180

53 المقدسی، مرعی بن یوسف الحنبلی، قلائد المرجان فی بیان الناسخ والمنسوخ فی القرآن: 35، دار القرآن الکریم، کویت (س-ن)

54 الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد، شرح مشکل الآثار 9: 263، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1415ھ/1994ء

55 ابوداود، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داود، حدیث (2870) المکتبۃ المصریۃ، بیروت (س-ن)

56 صحیح البخاری، کتاب التفسیر، حدیث (4576)

57 صحیح البخاری، کتاب التفسیر، حدیث (4578)

58 صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب لا وصیۃ لوارث، حدیث (2747)

59 ابن حجر، فتح الباری 5: 372